PERSIAN.

B.A. Part I (Hons)

عمر خیام

حکیم محمد عمر خیام فارسی زبان و ادب کی تاریخ میں دور سلجوقیہ کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ جس کا آبائی پیشہ خیمہ دوزی تھا اور وہ نیشاپور کا رہنے والا تھا۔ خیام کا پورا نام حکیم ابوالفتح عمر بن ابراہیم اور تخلص خیام تھا

سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب "خیام" میں اس عظیم شاعر کے علمی کارناموں کا تفصیلی بیان کیا ہے اس میں فلسفہ، ہیئت، علم نجوم اور ریاضی کے موضوعات پر مشتمل رباعی اور اور نوروز نامہ کے ساتھ خیام کی پندرہ کتابوں کی فہرست دی ہے۔

لیکن ان تمام تر علمی اور فنی کارناموں سے قطع نظر عمر خیام کی شہرت و عظمت کا تمام تر دارومدار اس کی رباعیات پر ہے۔ اپنی ان رباعیوں کو انہوں نے حساب، نجوم، طب، اور حکمت کے باریک مسائل کی تحقیق سے تھک کر پریشان ہو جانے کے بعد تفریح کے لئے لکھا تھا

عمر خیام کی یہ رباعیاں عبارت کے لحاظ سے مختصر اور ہلکی ہیں لیکن مطالب و معانی کا سمندر ہیں۔ خیام کی رباعیوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا دل بعض باتوں کی وجہ کر بہت متاثر تھا اور ان باتوں سے مجبور ہو کر دل کی تسکین کے لئے شعر کے دامن میں پناہ لینے لگے۔ اور انہوں نے اپنی رباعیوں میں بتایا کہ اور انسان کو اپنی حقیقت کی خبر نہیں۔ کوئی نہیں بتاتا کہ ہم کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے۔

شاعر کا دوسرا غم یہ ہے کہ انسانی زندگی کا درخت کیونکر سبز نہیں ہوتا اور دنیا کا بڑے سے بڑا آدمی بھی آخر ایک مشت خاک سے زیادہ نہیں

(۲)

گر می نہ خوری طعنہ مزن مستاں را — گر دست دہد توبہ کنم یزداں را
تو فخر بدیں کنی کہ من می نخورم — صد کار کنی کہ می غلامست آں را

ترجمہ:- اگر تو شراب نہیں پیتا ہے تو مستوں پر طعنہ زنی نہ کر۔ اگر موقعہ مل جائے تو میں خدا سے توبہ کر لوں گا۔ تم جو اس بات پر فخر کرتے ہو کہ میں شراب نہیں پیتا لیکن تم سینکڑوں ایسے کام کرتے ہو جس کا شراب بھی غلام ہے۔

اس رباعی میں خیام نے کہا کہ جو لوگ شراب نوشی پر طعنہ کرتے ہیں انہیں خود اپنا احتساب کرنا چاہیے۔ کیونکہ شراب نہ سہی مگر دوسرے حرام کاموں کا ارتکاب بھی بہر حال کم لائق سرزنش نہیں۔ لہذا پہلے اپنے دامن کو دیکھنا چاہیے۔

(۳)

اے خواجہ یکی کام روا کن مارا — دم درکش و در کار خدا کن مارا
ما راست رویم و لیک تو کج بینی — رو چارۂ دیدہ کن رہا کن مارا

اے خواجہ تو میرا ایک مقصد پورا کر دے خاموش رہ اور ہمیں خدا کے کام میں لگا رہنے دے۔ میں تو سیدھا چل رہا ہوں۔ لیکن تو مجھے ٹیڑھا دیکھ رہا ہے۔ جاؤ اپنی آنکھ کا علاج کراؤ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

اس رباعی میں خیام ایسے مصلحین اور مبلغین پر طنز کرتے ہیں جو اپنی اصلاح کرنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں اور خود اپنی کج روی پر دھیان نہیں دیتے ہیں ایسی اپنی بے راہ روی کی تو کچھ خبر نہیں ہوتی لیکن دوسروں کی اصلاح کا بھوت ہر وقت ان پر سوار رہتا ہے۔

(۶)

(۴) ساقی قدحی کہ کارساز است خدا — در رحمت خود بندہ نواز ست خدا
می خور بہ بہار و بار طاعت مفروش — کز طاعت خلق بی نیاز ست خدا

ساقی ایک جام دے کیونکہ خدا بڑا کارساز ہے۔ خدا ہی اپنی رحمت سے بندوں کو نوازنے والا ہے — اے ساقی موسم بہار میں شراب پی مگر طاعت کا بوجھ فروخت نہ کر کیونکہ خدا تو مخلوق کی اطاعت سے بے نیاز ہے۔

خیام نے یہاں پر ایک بڑے نکتہ کی بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سبھوں کو نوازتا ہے۔ جب اپنی نوازشوں کے لئے اطاعت و بندگی سے بے نیاز ہے تو پھر اسکی مخلوق کو بھی داد و دہش کے موقعہ پر مالکانہ اور اطاعت پسندانہ مزاج سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ بلا تفریق خدا کی نعمت خدا کے بندوں تک پہنچانا چاہئے۔ یہی خدا کی اطاعت کا سچا تقاضہ بھی ہے۔

(۵) در کوی نیاز ہر دل را دریاب — در کوی حضور مقبل را دریاب
صد کعبہ آب و گل بیک دل نرسد — کعبہ چہ موی برو دلی را دریاب

تمناؤں کے کوچے میں دلوں کو تلاش کرو اور کوئے حضور میں مقبولیت کو ڈھونڈو۔ آب و گل سے بنے سینکڑوں کعبے ایک دل کی عظمت تک نہیں پہونچ سکتے۔ تم کعبہ کی طرف کیا جا رہے ہو، جاؤ کسی دل کو ڈھونڈو۔

خیام اس رباعی میں کہنا چاہتے ہیں کہ سب سے بڑی عبادت اللہ کے بندوں کی دل جوئی ہے۔